حبیب الرحمٰن بٹالوی

وہ اک حسین خواب تھا

آج 9؍نومبر 2015ء کا دن ہے۔ میرے مرحوم دوست ذوالکفل بخاری کا بڑا بیٹا (گیارہ سالہ عطاء المکرم) اُسی جگہ بیٹھا ہے جہاں چھے سال پیشتر 9؍ستمبر 2009ء کو ذوالکفل بخاری بیٹھے ہوئے تھے۔ اب یہ ساری یادیں میرے ذہن کی چاردیواری میں شہد کی مکھیوں کی طرح بھنبھنا رہی ہیں۔ میری ان کے ساتھ اپنے گھر میں یہ آخری ملاقات تھی۔ 15؍ستمبر 2009ء کو وہ سعودی عرب واپس چلے جاتے ہیں اور 15؍نومبر 2009ء کو حج سے کوئی گیارہ دن پہلے، مکہ مکرمہ میں ام القریٰ یونیورسٹی سے گھر آتے ہوئے ایک حادثے میں اللہ کو پیارے ہو جاتے ہیں۔ قبرستان جنت المعلیٰ میں اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاؤں مبارک کی جانب آسودۂ خاک ہو جاتے ہیں۔

قارئین! 15؍نومبر پھر آ گیا ہے۔ کتنے کیلنڈر بدلے گئے اور بدلے جائیں گے۔ مگر میرا وہ دوست واپس نہیں آیا اور نہیں آئے گا۔ کہ دنیا میں جو بھی آیا ہے اس نے جانا ہے۔ یہاں کے ہر مکان پر فنا کی تختی لگی ہوئی ہے۔ تاہم ایک عظیم دوست کی یاد میں اس کی برسی پر اپنے دل کی واردات کو لفظوں میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے کہ

سونے نہیں دیتیں شب بھر تیری یادیں　　برساتی ہیں اطراف سے پتھر تیری یادیں

تھا پیار سے وہ آشنا　　اُنگلی شہادت کی کھڑی
وہ پیکرِ صبر و رضا　　اپنی نشانی لے گیا
تھا صاحبِ جُود و سخا

زہد و ورع میں بے ریا　　دنیا سے منہ کو موڑ کر
واقف تھا ماضی حال کا　　دو لعل پیچھے چھوڑ کر
رسیا وہ سیدھی چال کا　　ماں کے مقدس پاؤں میں
اک پھول تھا وہ ڈال کا　　پاکیزہ مٹی اوڑھ کر
رضوان بولا، مرحبا!　　آرام سے وہ سو گیا
کیا موت آئی شان سے　　ہم کو جدائی دے گیا
اک جھانکتی سی شام تھی　　اپنی کہانی لے گیا
مکہ کے در و بام کی

اک حادثہ تھا سانحہ　　فکر و نظر کی بارشیں
کلمہ شہادت کا پڑھا　　علم و ادب کی چاہتیں

وہ دین و دانش کا دھنی
قربانی و ایثار کی
مہر و وفا کی، پیار کی
رسمیں پرانی لے گیا

وہ اِک حسین خواب تھا
نغز و ادب کا باب تھا
ساغر تھا، بادۂ ناب تھا
آتش نفس، بے تاب تھا
وہ انت کی آواز کی
اپنی وہ بانی لے گیا
تشنہ دہانی دے گیا
ہنستی جوانی لے گیا

سود کے جائز ہونے کی گنجائش!

صدر پاکستان ممنون حسین نے 25/نومبر 2015ء کو فیصل آباد میں صنعت کاروں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا: ’’علماء قرضوں پر سود کے جائز ہونے کی گنجائش نکالیں‘‘۔

صدرِ مملکت کے اس بیان پر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ملفوظ پیش خدمت ہے جسے حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہٗ نے نقل کیا ہے۔ (مدیر)

’’حضرت والد صاحب (مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ) نے بارہا یہ واقعہ سنایا کہ حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ لاہور تشریف لائے، حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہمراہ تھے اور میں بھی ساتھ تھا۔ اس زمانے میں مہرؔ اور سالکؔ (غلام رسول مہر، عبدالمجید سالک) پنجاب کے مشہور صحافی اور اہلِ قلم مانے جاتے تھے۔ ان حضرات نے حضرت شاہ صاحب اور علامہ عثمانی کی تشریف آوری پر اخبارات میں یہ سرخی لگائی: ’’لاہور میں علم و عرفان کی بارش‘‘ اور پھر ملاقات کے لیے حاضر ہوئے۔ اثناءِ گفتگو میں سود کا مسئلہ چل نکلا۔ سالک نے حضرت علامہ عثمانی سے یہ سوال کیا کہ ’’موجودہ بینک انٹرسٹ کو سود قرار دینے کی کیا وجہ ہے؟ علامہ عثمانی نے اُن کو جواب دیا مگر انہوں نے پھر کوئی سوال کر دیا۔ اس طرح سوال و جواب کا یہ سلسلہ کچھ دراز ہو گیا۔ علامہ عثمانی ہر بار مفصل جواب دیتے مگر وہ پھر کوئی اعتراض کر دیتے۔ وہ اپنی گفتگو میں اُن لوگوں کی وکالت کر رہے تھے، جو یہ کہتے ہیں کہ ’’اگر بینکوں کے سود کو علماء جائز قرار دے دیں تو مسلمانوں کے حق میں شاید مفید ہو‘‘۔

حضرت شاہ صاحب مجلس میں تشریف فرما تھے۔ اُن کی عادت چونکہ یہ تھی کہ شدید ضرورت کے بغیر نہیں بولتے تھے، نہ اپنا علم جتانے کا معمول تھا۔ اس لیے علامہ عثمانی کی گفتگو کو کافی سمجھ کر خاموش بیٹھے تھے۔ جب بحث لمبی ہونے لگی تو حضرت نے مداخلت کی اور بے تکلفی سے فرمایا:

’’دیکھو بھائی! تم ہو سالک...... میں ہوں مجذوب، میری بات کا برا نہ ماننا۔ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی جہنم بہت وسیع ہے۔ اگر کسی شخص کا وہاں جانے کا ارادہ ہو تو اس میں کوئی تنگی نہیں ہے۔ ہم اس کو روکنے والے کون ہیں؟ ہاں، البتہ اگر کوئی شخص ہماری گردن پر پاؤں رکھ کر جہنم میں جانا چاہے گا تو ہم اس کی ٹانگ پکڑ لیں گے‘‘۔

(’’اکابر دیوبند کیا تھے؟‘‘ صفحہ: 49، مولانا مفتی محمد تقی عثمانی)